

مجبو رکر سکیں گے۔ کہ وہ مجھے سزا یافتہ لوگوں کی تصویریں کی تباہ کھائیں۔ پادری اور یہ میں بخوبی کر سکتا ہوں۔ بلکہ مجھے خود بھی پہنچ بڑھتے ہے کہ مجرم کی تصویر میں شوقیہ آثار تک رسکتے ہوں۔ اور وہ سب مجموعہ بھی میں آپ کو بخوبی تباہ کھاتا ہوں۔

**اسٹورٹ۔** بہت اچھا بلکہ میں سوچ رہا تھا کہ آج رات ہی کو آپ کے ساتھ ندن چلا جاؤں۔ اور وہاں صبح ہی آپ کی معرفت شماروں میں جا کر اور پھر آپ کے گھر آگر ان سزا یافتہ لوگوں کی تصویریں دیکھوں کیونکہ میرا دماغ اچھا ہے۔ جس کی ایک دفعہ شبیہہ دیکھے لوں پھر ہیں بھولتا۔ اور پھر یہاں گاؤں میں واپس اپنے قدرے سڑائی کی مدد سے مجرموں کو تلاش کر دوں۔

پادری جوزت منیدیبل کو اسٹورٹ سے اس قدر انس ہو گیا کہ اس نے بجائے انکار کے فوراً ہی مان لیا۔ اور آخر یہ فیصلہ ہوا کہ رات کو وہ نوں شخص اکٹھے ندن کو سفر کریں۔ چونکہ گرچا ریلوے اسٹیشن کے راستہ میں تھا۔ اس لئے پادری نے اسٹورٹ سے کہا کہ آپ کھانا کھا کر یہیں تشریف لے آؤں۔ میں نے ایک گھوڑے والی شکر مزمید چوپیہ گاڑی (منگالوں گا۔ یہاں سے ہم دو توں تقریباً پوتے تو نیکے روائہ ہو جاویں گے تاکہ ریلوے اسٹیشن پر وقت پر پہنچیں۔ اس کے بعد پادری اسٹورٹ کو دروازہ تک چھوڑ لئے آیا۔ جو نہ سخت ہی ہو سکتے ہو تھا کہ۔ تھے کچھ غیال آگیا۔ اور وہ سچھر کریں گے۔

اسٹورٹ۔ ایک ہموی سا سراغ جسے شاید ہی سراغ کہا جائے  
مجھے پتیک معلوم ہوا ہے۔ اور افسوس ہے کہ میں آپ کو بھی نہیں  
تلسا سکتا۔ مگر یہہ میں آپ کو حضور کھو گئا کہ کچھ تدبیت سے اس علاقے  
میں بہت سے پرنسی اپنی شخص آتے ہوئے ہیں۔ جن کا حال کسی کو  
معلوم نہیں۔ کہ وے لوگ کون ہیں؟“

پاوری (نے جیرانی سے اپنا ہاتھ آٹھا کر کہا) اور پاپے اسٹورٹ ایک  
فرانسیسی نواب جس کے ہاں مجھے آج دن کا کھانا کھانے کا فخر حاصل  
ہوا ہے۔ میں تمام کیسے اور شہدے لوگوں کو ویکھ کر سخت جیران ہوا کہ  
نواب کے یہاں ایسے بیونوں کا کیا کام۔ جیکہ ہم صرف دو شخص کھانا  
کھانے والے تھے۔ اور وہاں تقریباً چھ سے زیادہ نوکر کھلانے کھڑے تھے  
جو شاید میرے جیل خانہ کے مولک نہ تھے۔

اسٹورٹ۔ خوب تو آپ کو نواب دی۔ گوران نے دو پھر کے کھا  
کھا نے کو قلعہ بلا یا تھا۔ تب تو یہ یاتم میرے خیال کو صحیح کرتی جاتی ہیں۔  
پاوری۔ تو کیا آپ اپنے خیال میں کامیاب ہو گئے؟“

آنٹورٹ۔ نہیں۔ لیکن ہاں علاوہ ان آدمیوں کے جو آپ نے  
قلعہ میں دیکھے کئی خرام ہرگز اور بھی ہوں گے وہ آپ نے ملنے  
آئے اور نہ آپ انہیں دیکھ سکے۔ دیگر مجھے وہ اپنا ارادہ بھی یاد بھیجا ہے  
کہ سمجھیت قید خانہ کے پاوری کے آپ اسکاٹ یعنی پارٹ، (زیبہ نہ ان  
کے محکمہ سراغ رسانی کے عمدہ روفتر کا نام ہے) کے حکاموں کو مجبور

بدھوائی کی حالت میں اپنے لئے اچھا سمجھا ہو۔ اس لئے بہتر ہے کہ میں اس کے پاس ایک دفعہ پھر جاؤں اور یہہ خیال کرتے ہی یہہ پادری سے رخصت ہو بجائے باست ہال کے جانے کے یہہ سیدھا گھاؤں کی طرف چلا۔ چنان ایک عنده مگر پڑا نے جھوپڑے میں پادری لانگڈن رہتا تھا۔ منوم جوان پادری ابھی میت سے والپ آگر بیٹھا ہی تھا کہ اسٹورٹ جا پہوچنا۔ جس کو اس نے بھال مجت و اشتیاق اپنے نزدیک کر سی پر جگہ دی۔ اور اسٹورٹ کو جو بڑا قیادہ نشناہ تھا۔ پھر اپنے خیال میں ناگہا مساہی۔

**پادری لانگڈن۔** آخر میں نے آپ صاحبان کی صلاح مان لی۔ اور بڑے پادری کی جگہ قبول کر لی۔ پتش پادری رصوبے کا بڑا پادری، سماں ابھی خط آیا ہے بُکہ انہیں بھی میرے اس تقرر پر کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ نہایت خوشی ہے؛ جسے آپ میں بہر صورت بھاؤں گا۔ مگر مجھے تپرا عقیبار ہے کہ تم مجھے اس بیان سے شجات دلاؤ گے۔ کیونکہ یہ پڑا سخت عجیب ہے کہ نیا بڑا پادری قتل کے شہہر میں متلا ہو۔

**اسٹورٹ۔** مجھے یہ سن کر از حد خوشی ہو لی کہ آپ لئے ہمارا کہنا مان لیا۔ اور یہہ جگہ قبول کر لی۔ میں آپ کی ہر طرح مدد کرنے کو تیار ہوں۔ پشتر طیکہ آپ مجھے صحیح ایمانہ تبلاؤں کے کیا اس اندر وہی کم رہ کی چھٹی آپ لے بڑا ہائی بھتی ہو۔

**لانگڈن** نے تعجب اور حیران چہروں سی نے اس کا جواب دیا۔

کہنے لگا جناب من میں اپنی باتوں میں یہ بھول ہی گیا کہ آپ کو وہ فسوس ناک خبر شادوں کہ بہاں کے عین کمخت لوگوں سے بھایے لانگढ़ن ٹریکھم کو قاتل ٹھپرا�ا ہے۔ جبکہ میں خود اس بات کے خلاف ہوں۔ پادری (غلظین لچہ میں) اگر شہزاد توں پر جائیں تو یہ صفات ظاہر ہے کہ وہی بیچارے نیدریل کے ساتھ اندھی کمرہ میں رہتا۔ بہاں سے اُسے پھر کسی نئے نکلنے نہ دیجھا۔

اسطورہ پہہ سب تھی ہے۔ لیکن ذرا خیال کیجئے، اگر لانگڈن نے ہی نے یہ فعل کیا ہوتا تو کیا اُسے یہ خبر نہ کھی کہ اس حالت میں شبہ اُس پر ہی ہوگا۔ علاوہ اسکے پہہ وہ ضرور کرتا کہ احاطہ میں ٹھلنے والے دروازہ کی چھٹی ضرور کھول دیتا۔ اسے دیکھنے والے کو معلوم ہوتا کہ قاتل اوہر سے بھاگ گیا ہے۔

پادری (سوچتے ہوئے) اپنیک درست ہے وہ دروازہ کی چھٹی ہی تو سب فساد بپاکر رہی ہے۔ اور یہ نواب ڈبی گورن۔ لانگڈن ٹریکھم کے بالکل پرخلافت معلوم ہوتا ہے۔ پر خیر میں نے بھی اُس پر اپنا خیال ظاہر کر دیا۔ اور وہ چیکا ہو کر چلا گیا۔

اسطورہ (دول میں خیال کرتے ہوئے) تو یہ حضرت نواب ہی ہیں جو بیچارے لانگڈن کے پچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور ہاں کہیں ایسا نہ ہو کہ جرم تو کوئی دوسرا کر گیا ہواد۔ جب لانگڈن نے یہ واقعہ دیکھا ہو تو سراسری میں دروازہ کی چھٹی لگادی ہو۔ جس کو اُسی نے اُسدقت

اپ کے بیگناہ گز قارہ ہو جانیکا اندازہ ہے خدا نخواستہ اگر ایسا ہو جی  
جائے تو اپ گھبرا جائیکا نہیں۔ بلکہ ایک دلیل کیجئے گا۔ اور اس سے کہنے کا  
ہے ایک ہو شیار سرائی رہا کو تلاش کر کے اسے ہدایت کروں کہو  
اس گاؤں میں ڈھونڈے کہ وہ کون شخص ہے۔ جو بیپ کے ٹینوں  
والی واسکٹ پہنتا ہے یا کبھی پہنی تھی۔

لانگڈن۔ ایسا ہی کروں گا۔ لیکن اگر وہ شخص مل سکی گیا تو کیا فائدہ گا  
جبکہ اس عقدہ کا حل کرنے والا ہی کوئی نہ ہو گا۔

اسٹورٹ۔ یہہ سب اس بات پر منحصر ہے کہ وہ آدمی کیسا ہے اور  
پھر اس وقت میں بھی نہ کرو خل دو ٹنگا۔ اور دلیل کو حسب سمجھا دو ٹنگا۔  
کسی خاص وجہ سے میں براہ راست اس مقدمہ کی تفتیش نہیں  
کر سکتا۔ اور شاید میں ٹین کی مدد کے بغیر بھی قاتل کو ڈھونڈنے کا لوں  
مگر آپ کا کسی سے ذکر نہ کریں۔“

پادری تو نہیں قاتل کے پکڑنے کا پورا یقین ہے؟ خدا تمہارا  
مددگار ہو۔“

اسٹورٹ۔ خیر اگر یقین نہیں تو تک بھی نہیں۔ تو خدا حافظ۔ یہہ  
کہ کروہ باستہ ہال کو روشن ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر اس لے۔ اپنا ضروری  
سامان چرمی بیگ میں رکھا۔ اور کپڑے بدلت کر کھانے کے کمرہ میں  
گیا۔ جہاں دینی فرد اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ جو اٹھ کر ملی اور کہنے لگی۔ مجھے  
امید ہے کہ میں تھیں جلد تباہ دنگی کرو۔ سیدیپ کے ٹین والی واسکٹ کس شخص نے

قبل اس کے کہ دہ کچھ کہے۔  
پادری لانگڈن۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ تمہارا مطلب کیا ہے میں  
لے نہ چھنی لگائی ہے۔ اور شکھ اور کیا ہے (اسٹورٹ قیاقہ شناس  
لے قیاقہ سے ہی اپنی تسلی کر لی۔ اور ان کے جواب کا کچھ خیال  
نہ کیا۔)

اسٹورٹ۔ اچھا تو آپ مجھے میرے چند سوالوں کا جواب دیں کہ  
میں جاؤں۔ آپ کے واسیتہ ملازم کے علاوہ اندر ونی کرہ میں جب  
تک پولیس آئی اور گون کون سخا؟“  
لانگڈن۔ ایک میں۔ مگر جا کے دو چوکیدار مسلم باست اور کیاں  
سکھات تھے۔

اسٹورٹ۔ کیا کسی اور شخص نے بھی اندر آئے کی کوشش کی تھی؟  
لانگڈن۔ پہلے شور ہو لے پر نواب ڈی گورن دوڑ کر اندر ونی کرہ  
کے دروازہ پر پہنچا ہی سخا کہ میں جا پہنچا۔ اور میں نے اُسے اندر  
آنے سے باز رکھا۔ مگر وہ دروازہ پر بڑی دیر تک کھڑا ہوا کرہ  
کے اندر جھاٹختا رہا۔

اسٹورٹ۔ میں آپ کا مشکور ہوں آپ زیادہ کہنے کی کچھ تکلیف  
نہ کریں۔ میں آج رات ایک ہم وجہ سے لندن جا رہا ہوں۔ جہاں مجھے  
شاید زیادہ وقت لگ جائے۔ اس لئے آپ ذرا میری یہ بات سن لیں  
چونکہ آپ پر بڑا بھاری الزام لگا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر گھر طی

کئی راز کی باتیں کہنے سے باز رکھا۔

## پندرہ صوالیاں پاپ

(رپلی موسٹر کار)

کوئی جائے تو کیا جانے وہ کیا ہے ہزاروں میں  
ستم گاروں میں عتیاروں میں دلداروں میں یاروں میں  
یہ شعر چند نواب کے حسب حال ہے۔ اسٹورٹ اپنا چرمی  
بیگ نے ہوئے کھانا کھائیکے بعد پیدل چلکر گرجا میں کلاں پادری کی  
راہیش گاہ پر پہنچ گیا۔ اور پادری جوزف مینٹڈ چل کو میدان  
میں اپنے انتظار میں ٹہلتا ہوا پایا۔ چونکہ شکر م ابھی تک نہیں آئی تھی  
یہ دنوں باہر ہی ٹھلنے لگے۔

اسٹورٹ۔ (ادب سے) آج دن بھر خاب کو تکلیف ہی رہی (اور یہ)  
کہتے ہی اپنا قیمتی سگار گیس نکال کر بڑھیا سگار پیش کیا۔  
پادری۔ (سگار لے کر) ماں بنتیک دن تکلیف وہ کتنا۔ اور ابھی آئے  
بھی تکلیف ہی نظر آتی ہے۔ میں نواب ڈی گورن کی ہر بانی کا مطلب  
نہ سمجھا کہ اس نے مجھے کس خیال سے اس شان و شوکت کی دعوت  
دی۔ میں نواب کے علم حیات۔ ونبات۔ کتب۔ بنی۔ علم تو ایسخ و منطق اور  
جالزوں کی پرورش کی طرف لگاؤ دیجکر از حد چران ہوا۔

پہنچی ہوئی تھی۔ مجھے تب سے اسی بات کا سودا ہے اور جس کو میں انشاء اللہ دریافت ہی کر کے چھوڑ دیں گی۔

اسٹورٹ۔ فرم کرو کہ تم اس شخص کو لمیں جس لئے کہ یہ بُن پہنچے ہوئے تھے۔ مگر اب اُس کا دوسرا لباس ہوئے کی وجہ تم آسے پہچان نہ سکیں تو؟”

وہی فڑو۔ اور یا میں اس جگہ گئی ہوں۔ جہاں وہ شخص پہنچنے کھڑا تھا (اور یہہ کہہ کر وہ چمنی کی جلتی ہوئی آگ کی طرف و نکھنے لگی) گویا ان انگاروں سے وہ اپنا عقدہ حل کرانا چاہتی ہے پر ماں میرے دماغ میں صرف ایک ذرا اسی جگہ خالی ہے۔ جو پُر ہونا مانگتی ہے۔ اور جس کے پُر ہونے پر انشاء اللہ میں جھٹ کامیاب ہو جاؤں گی۔

اسٹورٹ۔ اچھا تو تم اس جگہ کے پُر کرنے کی کوشش کرو جاتا کہ یہ فکر و پرleshیانی جو ہیں ہے جاتی رہے۔ دیگر میں آج ایک ضروری کام کی وجہ سے لندن جا آماہوں۔

وہی فڑو۔ آہ۔ اسٹورٹ میں کوشش کر دیں گی اور بیشک کر دیں گی مگر تک تک تو تم کہتے رہتے کہ یہ معمولی سراغ ہے اور آج تو تم بالکل اس پر یقین کئے بیٹھنے ہو۔“

اسٹورٹ مجھے کامل تھیں ہے۔ وہ اس وقت کچھ اور بھی کہنے کو تھا کہ اتنے میں راڑی۔ مسٹر باست کھانے کے کمرہ میں داخل ہوئے اور یہ لوگ خاموش ہو گئے جن کے اس داخل دینے نے انہیں کئی

و سحاسا لگا کر بیٹھ گیا۔ دگھاڑی کے پیوں کی شور کی وجہ آواز بھی نہ  
سنائی دیتی تھی اور منہ سے اپنا پاسپ پینے لگا۔ پہلی ہر سڑ  
پانگ اسٹوک ریلوے ٹینشن کو سڑک اول و میل بڑی اوپنی  
سکانٹے دار جھاڑیوں میں سے ہو کر گزرتی تھی۔ جب تک وہ شاہی  
چوڑی پنجھ سڑک پر قبیہ سے دو میل دور نہ جا لتی جو ویہات  
کی موڑ دار کچی گلیوں سے بہتر تھی۔ جو نہی گھاڑی پنجھ سڑک پر پہنچی  
اگھوڑا عمدہ اور تیز ہوئے اور کوچوان کے راستے سے واقف ہرئے  
کی وجہ سے گاڑی اچوڑ سے باتمیں کرنے لگی۔

وہ چور استہ جہاں سے چھوٹی سڑک ملتی تھی۔ ایک موڑ کے بعد  
تھا۔ جب گاڑی اس موڑ سر پہنچی تو یہ کایک اسٹورٹ سید حا  
مہ بشیا۔ اور سر کھڑکی سے باہر نکال کر اس روشنی کو دیکھنے لگا جو اس  
نے متوجہ دوڑ آگے پشہ کے اوپر ہوتی ہوئی دیکھی تھی۔ اور جس  
کی چک لے ماوری صاحب کو بھی ہوشیار کرویا۔ اور وہ کہنے لگے کہیا  
کسی نگہاں کی بھی میں آگ لگ گئی۔

اسٹورٹ (جو اپا آدمیاں خداوند براہ راست کالے دیکھ رہا تھا) ایسا تو نہیں  
علوم ہوتا۔ لیکن جو نہی وہ اس روشنی کی جگہ سے گزرنے لگے تو  
اسٹورٹ نے بھا اُو ہو یہ تو کوئی آدمی وہ پشہ پر مشعل لئے کھڑا  
ہے۔ اور کسی کو اشارہ کر رہا ہے۔ کہ ہم اگر ہے ہیں۔ خدا علوم

اسٹورٹ (تعجب ہو کر) خیر میری تو نواب سے اتنی بھی چوری و احتیاط نہیں۔ مگر ہاں میں نے سنا ہے کہ نواب تو بڑا شکاری ہے اور شکار کا اس قدر شایق ہے کہ تیتر کے پنج نکلوٹا ہے۔ اور شکار گاہوں پر بڑی سختی سے احتیاط کرتا ہے۔ مجھے تو مشکل نظر آتا ہے کہ دونوں شوق ہو سکیں۔ کہاں شکار کا مذاق اور کہاں علم نبات و منطق ہے پادری۔ مگر نواب نے تو بالکل شکار یا جنگلات کا ذکر بھی نہیں کیا ذہ تو تمام وقت بڑھیا کتابوں اور اعلیٰ تصویروں کا ذکر کرتا ہے شاہزادہ اس نے سیرازہ اہم لباس دیجکر اسی لفظ کرنے مناسب نہ سمجھی؟، اسٹورٹ درست ہے شاید ایسا ہی ہو۔ مگر کیا آپ نے سیری رو انگلی اور آپ کیساتھ جانیکا ذکر تو کسی سے نہیں کیا ہے؟ (اشنے میں شکر مبھی ہے گئی۔ اور بہہ دونوں سوار ہو کر دانہ ہو گئے۔ جہاں اسٹورٹ نے اپنا سوال پھر ڈوہرا�ا۔)

پادری۔ اور تو کسی سے نہیں صرف نواب ڈی۔ گورن سے کہا ہے وہ جی تب۔ جب میں اُس سے جان چھوڑانا چاہتا تھا۔ اور تمہارا حال کہکر تیجھا چھوڑا یا۔ کیا اس میں کوئی احتیاط محفوظ رکھتی؟، اسٹورٹ۔ نہیں گو پادری کو احتیاط نہ رکھتی۔ مگر اسٹورٹ کو تو ضرورتی جو یہ سن کر کہ نواب کو اُس کی آج رات کی رو انگلی کی جرہے سوچنے لگا کہ کہیں نواب کوئی دعا نہ کرے۔ اور یہ سوچ کر وہ اپنی تمام طاقت کو جمع کر کے کسی آلنے والے حادثہ کے لئے تیار ہو بیٹھا۔ اور

بیج گیا۔ لیکن وہ بڑی موڑ کار خیکر م سے ملکر آئی۔ اور اسے چکنا چور کرتی ہوئی بغیر رُکے بر برا تی ہوئی آگے جا کر نظر دی سے غائب ہو گئی وہ چالاک کو چوان جیسا کو دیے میں جلد بازستھا و لیسا ہی اب حادثہ کے واقع ہونے پر دوڑ کر آیا۔ اور کامنپتے ہوئے گھوڑے کو پکڑا اور رور سے بولا حضور آپ کے چوتے تو نہیں لگی؟“  
جبکہ بمشکل نکلتی آداز و دراند چیرے میں سے آئی۔ آونہ  
یہاں آؤ؟“

کو چوان۔ بہت خوب چتاب میں ذر ارشنی کا بندوبست کر لوں خوش قسمتی سے گاڑی کا ایک لپ سلامت مل گیا۔ جسے کو چوان چھٹ روشن کر کے لے آیا۔ تو اسے پادری صاحب سڑک کے کنارے میں لٹ پتے ہے جن کے انھا نے پر معلوم ہوا کہ خوش فصیب ہیں کوئی سخت چوت نہیں لگی۔ صرف رنگوں میں لگی ہوئی تھیں۔ پھر پادری صاحب لگکر ڈاتے ہوئے کو چوان کے ہمراہ استورٹ کو دھونڈ لئے گئے۔ جس کو انہوں نے پہلو شستھتوں کے دھیر کے نیچے پایا جب وہ دونوں آہستہ سے آٹھا کر اس کو ایک طرف لے آئے تو کو چوان نے استورٹ کی نیجن و بھی۔ اور دل پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ چتاب یہ تو انہی زندگی ہے اور یہی ہم پاہتے بھی سکتے۔ مگر اب ہم کیا کریں۔ قصہ باسٹگ ہشک سے دو میل اور پاسٹ ہال سے میں میل وور ہیں؟“  
پادری۔ بہرے خیال میں کھوڑا اچھا معلوم ہوتا ہے تم اس کا ساز

پادری ہو نگتے ہوئے یہ ممکن نہیں۔ ہم کوئی چوری کا مال ثقہیں لئے  
چاہ رہے ہیں۔ کسی کسان کا نوکر ہو گا۔ جو اپنے ماں کو نکاہ پر کر رہا ہے  
وہ جاگتا ہے سوتا نہیں۔

اسٹورٹ خاموش ہو بیٹھ گیا۔ مگر اس نے پادری کے اس جواب  
کو پسند نہ کیا۔ بلکہ یہ سمجھ گیا کہ غرور کوئی بلا آلنے والی ہے۔ کہ اتنے میں  
وہ رہے برابر کرتی ایک موڑ کار بے سماشہ سڑک پر آتی ہوئی سنائی  
دی۔ جواندھیں میں نظر آتی تھی۔ یہ کا ایک اسٹورٹ کے دل میں کچھ  
خیال آیا۔ اور اس نے محبت کھڑکی سے سر زکال کر کوچوان کو کہا کہ  
جلد گاڑی ایک طرف کر۔ وہ موڑ کار ابھی اس طرف مرڑی ہے اور  
حاں کندہ میں ہپرا جاوے گی۔

کوچوان نے لمحہ پاتے ہی فوراً گاڑی کو ایک طرف کر لیا۔ مگر اس  
طرح کہ باس ہاتھ کے پیشہ کی پھر بی دیوار سے یوں گھاڑی ملاوی کہا  
کا دروازہ کھلتا تا ممکن ہو گیا۔ اور خود گاڑی سے کو دیلخدا ہو گیا۔ پادری  
نے سڑک کی طرف کا دروازہ کھولنا پا ہا تھا۔ کہ اسٹورٹ یہ کہر روک دیا  
کہ پادری صاحب آپ کیا مننا چاہتے ہیں۔ موڑ کار ابھی آپ کو کھلتی  
ہوئی نکل جاوے گی۔ آپ یہاں ہی بیٹھے رہتے اور جو قسمت میں لکھا ہے  
ئے ہوئے دیجئے۔ اسی آنسا میں سامنے سے دونوں طرف پھر بیٹھے  
آنکھیں اس کو گلی تا سڑک میں جس کے دونوں طرف پھر بیٹھے ہیں۔  
تھے کستی ہوئی نظراء میں۔ گھرڑا ذرا اچو لکا جوست سے بال بال

کسی باغ کا سچانگ نظر پڑا۔ جس کے اندر جا کر انہوں نے پھوٹ  
اسٹورٹ کو رکھ دیا۔ اور بھر کو جوان لپک کر گھوڑے پر چڑھ باسٹک  
اسٹوک کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

کوچوان کو گئے بہت عرصہ نہ گزرا تھا کہ بھر دہی موڑ کار  
بر براتی بڑی تیزی سے دالیں آئی۔ مگر جو نہی حادثہ کی جگہ پھر بھی  
فورہ آباکل آہستہ ہو گئی۔ جبکہ مسٹر نیڈ پل نے انہیں کچھ باتیں  
کرتے سنائیں وہ دوری کے باعث نہ سمجھ سکا۔ اور بھر لیکا میک  
موڑ کار تیز ہو کر اس بڑی سڑک پر ہو لی۔ جو بجائے باشکن ہٹوں  
کی سڑک کے رجسپر کوچوان مدد کیوں اس طے گھوڑا تیز ہجکلے جا رہا تھا  
بالکل مختلف تھی۔

## سو لہو وال باب

### راکیت خفیہ کارخانہ

کیا کیا فیال باندھنے ناوارں نے اپنے دل میں  
پروٹ کی سماں کب ہو چکے بل میں  
گناہ کی کشتی سخا رے نہیں لگتی۔ جب پاپ زیادہ ہو جا ہے تو خدا  
کوئی نہ کوئی اس باب اس کے غارت کرنے کا پید کر دیتا ہے  
پاوردی کے قتل کی داردات کو آج ریکے ہفتہ ہو گیا۔ جبکہ مسٹر کوس

تار او۔ اور ننگی پیشجو پر چڑھکر جلد جاؤ۔ اور قصہ باشگاں سنوک سے آیت شکر م

اور ایک ہوشیار داکٹر نے کر آؤ بتا کہ اسے ہم باست ہاں لے جاسکیں۔  
کو چوان۔ بہت اچھا خاب مگر حضور انہیں تو آنکھاں کھیت بیں کر لیں  
کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کبخت موڑ کار پھرو اپس آجائے۔

پادری۔ اس دلخراش حادثہ کی جگہ سے جتنا دوڑ ہوں آتا ہی اچھا  
ہے۔ اور اسٹورٹ کو اٹھانے کو جھکا) مگر کیا یہ تم نے دیکھا کہ  
موڑ کار کس شخص کی ہے؟“

کو چوان (اسٹورٹ کو اٹھاتے ہوئے) نہیں حضور مجھے معلوم نہیں کہ  
وہ موڑ کار کس کی تھی۔ وہ تو پہلی رنگی ہوئی تھی۔ اور پہلے زنگ کی موڑ کا  
اس علاقہ بھر میں کسی کے پاس نہیں۔ اگر وہ پہلی نہ ہوئی تو میں فوراً  
کہدیتا کہ وہ نواب ڈی۔ گورن اس فرانسیسی فواب کی ہے جو قلعہ لانکھو  
یں آکر رہا ہے۔ کیونکہ موڑ کار اُسی وضع کی اتنی ہی لانبی۔ اور اسی  
طرز کی نبی ہوئی تھی۔

پادری۔ کیا تనے دیکھا اس میں کتنے آدمی تھے۔“

کو چوان۔ حضور دُو۔ اور ان دونوں نے بھی آنکھوں پر مٹی کے بچاؤ  
کی پڑی پڑی یعنیکیس پہنچی ہوئی تھیں۔ جس کی وجہ سے شناخت نہ  
کر سکا کہ کون تھے۔ مگر وہ چلانے والا تو سیدھا اس کو میری پرانی  
شکر کے اوپر چڑھا لایا۔ ورنہ اتنی سڑک پڑی تھی۔ وہ اگر چاہتا تو  
سبوں پیچا کر لے جا سکتا تھا (سڑک سے آئے پڑھکر انہیں ایک طرف

آرہی تھیں اور کہاں ہاں یہہ بھیک ہے۔ تم اب کام سمجھ پلے ہو۔ مگر پھر بھی محنت کرو۔ میں ایک دو گھنٹہ کے واسطے باہر جاتا ہوں مگر قبیلہ میں واپس آؤں تو تم اس کا غذہ کو جب اس پر اچھا زنگ آجائے تو دھوکر اور سوکھا کر تباہ رکھنا۔ اور یہہ کہتے ہی آس نے پھیلے ہوئے اوزاروں کو جمع کرنے کے ایک تباہی پر رکھ دیا۔ اور قفل کھول کر باہر علاج گیا۔ اور پھر دروازہ کو بند کرنے کے قفل لگادیا۔ جو نہیں اس کے قدموں کی آزاد مرٹی۔ چار لی ووڑ کر بالاخانہ پر چڑھ گئی اور دراروں سے سوراخ میں سے چہار سے پھر ہل گئے تھے اور جونہ نہ تھا باہر دیکھنے لگی۔ اور اس کو دور لوگس کا لمبا قد نظر پڑا جو بلکہ راستہ سے گذر کر قلعہ کی طرف جا رہا تھا۔

غیر بذریعہ کی نے آہ بھر کر کہا۔ بیشک وہ چلا گیا ہے۔ میں تنی دیر اپنی قید سے آزاد ہوں۔ اور یہہ کہہ کے بخچے اتر آئی اور اس ڈش میں پڑے ہوئے کا غذہ کو دیکھنے لگی۔ جس کو اس نے تھوڑی دیر اور خوب زور سے ہلایا۔ اور جب کا غذہ بالکل صاف اور حسب نہ تھا تو اس نے اس کو صاف پانی سے اچھی طرح دھو کر سیاہی چوس پس دیا۔ اور پھر بالاخانہ پر چڑھ گئی جسکی پرانی چمٹ کے سوراخ ظاہر کر رہے تھے کہ یہہ رہا یہیں کام کر رہا ہیں۔ اور درحقیقت یہہ بالاخانہ آج کل رہمنے کے تمام میں آرہا تھا جس میں ایک معمولی قسم کی میز جس پر چند پیالے دلو کا بیان رکھی ہوئی تھیں

کے اس بھاری صندوق کے سامان لے جان بیکٹ کے پیچا رے  
بیکس نے پر مصیبت لاڑاں تھی۔ چارلی اسی طرح سیز محلی مددگار  
محافظ کے کپڑوں میں (جبکہ اس کا بچپن سے پوشیدہ راز لو مکس پر  
فاش ہو گیا تھا) تھانی کے پاس اسی پر اتنے قلعہ دائے مکان کے  
کمرہ میں کھڑا ایک لابی چینی کی ڈس پر جگا ہوا تھا۔ ڈس میں کوئی  
عرق تھا۔ اور اس عرق میں ایک آؤ کا غذ تیر رہا تھا۔ اور چارلی  
کا یہ کام تھا کہ ایک شیشے (پیور) کی ڈنڈی سے اس کا غذ کو ہلاتا  
رہتا تھا کہ وہ عرق اپنی طرح تام کا غذ پر پورا اثر کر جائے۔

چارلی کی آنکھیں شو جی ہوئی تھیں۔ اور وہ بے دلی و بجموری  
اپنے کام کو کئے جا رہا تھا۔ اور حسپر لو مکس دور میجا پتھر کی سل پر خوبصورت  
مبین اذر اردو سے پکھو بنا رہا تھا۔ جو کبھی کبھی چارلی کو کبھی دیکھ لیتا  
کہ کام میں شست تو نہیں ہوا۔

لو مکس۔ (خنگی سے) ادھر لاؤ اگر تم نے کام میں یونہی سُستی کی تو کیسے  
کام پلے گا۔ تم جب تک جی توڑ کر محنت سے کام نہ کرو گے  
پکھ فائدہ نہ ہو گا۔“

چارلی ملا ہستہ دل بھری آواز سے یہ کا غذ تو بالکل ٹوں  
نظر آتا ہے۔

لو مکس نے اپنے اوزار رکھ کر ڈس سے کا غذ کو دیکھا جس پر کچھ  
چھپے ہوئے اور کچھ ہاتھ سے کھڈے ہوئے حروف کی چند سطراں نظر

کے والد کا نثار ہے لڑکے کی طرح پروردش کرنے کا ہے۔ لڑکی کی طرح نہیں۔ اور جب وہ ذرا ہوشیار ہوئی تو اس نے اپنے والد سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا یہ بہت مشکل ہے کہ ہم اچھے لوگوں میں مدد بیٹھ سکیں۔ مجھے آنا علم نہیں اگر میں کسی لائق ہوتا اور تمہیں اچھے لوگوں سے ملتا۔ لیکن جب مجھے یہ خوب معلوم ہے کہ میرے بعد تھہاری والدہ اس قابل نہیں کہ اپنی پروردش کر سکے۔ تو تھہاری کیا دیکھے بھال کرے گی۔ تب توگ تمہیں بدچلن والدین کی لڑکی سمجھ کر نزدیک اپنے آنے دیں گے۔ اور آخر تمہارے عورتوں کے ہاتھ چڑھ جاؤ گی۔ جس کا نتیجہ اچھا نہ ہو گا۔ اس نے میری پیاری بھتی میں چاہتا ہوں کہ میرے بعد تم اپنی والدہ کی خبر گیران رہو۔ اور لڑکوں کی طرح رکھرہ ہر ایک پدبانوں سے محفوظ رہو۔ جو آخر جان ہیکٹ کے کہنے کے موجب یہ راز جب تک کہ چارلی کی جوانی کی لکلنہ پھوٹ پوشید رہا۔ اور جو آخر چارلی کے انکار کرے۔ اور کوٹ کے پھٹے پر ظاہر ہو گیا۔ لوکس نے جو چارلی کے کان میں انفاظ کہے تھے وہ یہ تھے کہ وہ جعلی نوٹ اور اشامپ بنانے کا کارخانہ جاری کر رہا تھا۔ اور اس کی مدد چاہتا تھا۔ جس میں چارلی نے شامل ہونا تھا۔ بعد از عقل سمجھا تھا۔

لوکس کا ہلکی محققہ شکار گاہ ہونا ایک ظاہر ابہانا تھا۔ اور ہل میں پارست بیگل کے ان جھونپڑوں میں لو اپ نے جعلی نوٹ اور اشامپ

ایک کرسی اور ایک یہ راناز نگ آبودھیلا ڈھالا پنگ کو لے میں  
پڑا ہوا تھا۔ یہہ اس نمرہ کا سامان تھا جو بالکل قید خانہ کے شابہ  
تھا۔ اورہ آہ! جس میں سات روز سے غریب جان ہیکٹ کی پیاری  
لڑکی قید کرتی۔ جب تک کہا نہ موس کے چارلی کو کچھ کام نہ تھا۔  
اس لئے وہ پنگ پر لیٹ گئی۔ اور ہوا میں خیالی تملع باندھنے لگی اور  
اس کو ان پیارا باب پا ڈاگی۔ جس کو وہ بچپنے ہی سے سکھنا تا اور بھکر  
آخر سمجھ گئی تھی کہ شاید یہ کوئی جرم نہیں۔ اور کوئی تعجب نہ تھا کہ  
لڑکی جو چارلی رینی لرٹ کے) کے طور پر پرہش کی گئی تھی اس راز  
کو نہ سمجھ سکی۔ اور آخر سمجھتی بھی تو کیسے۔ جبکہ اس کا شرابی والد ساری  
غم جعلی سختے ہی بنا تارہ۔ اور اس کی والدہ نے اپنا سب وقت شراب  
کے پینے میں کذارا۔ ایسے چال چلن کے والدین سجدہ کس طرح اس  
بیماری پر کوئی اچھا یا اخلاقی اثر ڈال سکتے تھے۔ دوسرے اس  
کے والدہ نے اس کو چارلی ہی کے نام سے عیسائی کرایا تھا۔ اور  
اس کے والد کی اس کے لڑکی ہوئے کوچھ پانے کی خاص غرض  
یہ تھی کہ یہ بھی کہیں لا جمع میں آ کر ہماری طرح نہ ہو جائے جیسا کہ  
جیسا زکری رڑکی سے کچھ بعید نہ تھا۔ اس لئے وہ اس سے بُری  
محبت کرتا۔ لڑکوں کی طرح اس کو لباس پہنانا۔ اور لڑکوں ہی کے  
اسکول میں اس کو بھر قی بھی کروایا تھا۔

لڑکی جب اپنا اچھا برا سمجھنے لگی۔ تب اس کو سمجھا دیا گیا کہ اس

و غاپانہ اور عیار و سوت سے کم از کم بدله لینے کا کوئی تو ذریعہ ضرور نکالے گنا۔

آخر چاری اپنی اُس دھیر بن سے اٹھی۔ اور آہستہ آہستہ نیچے اترے۔ لگی۔ کہ اُس دبے ہوئے کاغذ کو نکالے جو غیر ملک کی گورنمنٹ کا تھوڑی رقم کا اسٹامپ کا کاغذ تھا۔ جس کے پانی کے داغ یا نہر رجونوٹ یا گوزنمنٹ کا گذ کو روشنی کی طرف کرنے سے کاغذ میں نظر آتی ہیں۔) مٹا نامنطور تھا کہ وہ رٹ جائیں۔ تو اس کو بڑی رقم کا نبایا جاوے۔ مگر قبل اس کے کہ وہ نیچے اترے۔ وہ اس سوراخ میں سے جھانکنے لگی۔ جہاں سے ہے سو روح کی روشنی نظر آتی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کچھ اور کبھی نظر آیا۔ جس سے اس کی بیض تیز چلنے لگی۔ اور وہ زیادہ توجہ سے دیکھنے لگی۔ اسے وہ پیارا خوبصورت چہرہ جو اس نے مہینہ بھر ہوا۔ اول دن دیکھا تھا نظر پڑا۔

راڈر ک باست اس راستے سے جو محافظت کے جھونپڑے و عملہ کے گودام کے درمیان تھا۔ آہستہ آہستہ گذر رہا تھا۔ اور وہ ادھر ادھر جیسے کوئی کسی کو تلاش کرتا ہے۔ دیکھ رہا تھا۔

## سترہ وال باب

(سیدپ کا دوسرا مبن)

ایک تھا وہ دوسرا ہے یہ ٹین  
انکشافت قتل ہو گا یہ ٹین

بنالے گما خپیہ نکار خانہ جاری کیا ہوا تھا۔ چارلی کو مختلف طرح کے  
جو بے مددے دیئے گئے تھے۔ اور آخر اس نے اپنی عزت  
بچائے کو نہیں مدد دینا بمحوری منظور کر لیا۔ جو اس طرح ہوا۔ کہ  
اس شام کو جو نہی چارلی نے انکار کیا تو لوگوں نے اسے اس مکان  
میں قید کر دیا۔ دوسرا دن وہ آس کے واسطے کچھ کھانے کو لایا مگر  
مگر چارلی کے مدد دینے کے انکار پر اسے آس نے بھوکا ہی رکھا۔ اسی  
طرح چارلی کی صد کو پورے دو دن گذر گئے۔ جب کہ وہ بالکل کمزور  
ہو۔ پانچ ہی پر لٹی رہی۔ اور اکثر تہائی میں دفور غم سے وہ رو رو  
کر بیو ش ہو جاتی تھی۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو درگیا  
اور رحم کھا کر اول اسے کچھ شوریہ پلا یا۔ اور پھر چاول دو دو دن دیا  
رہا۔ مگر آخر کسی نہ کسی طرح ڈرادھکا کر اسے مدد دینے پر راضی  
ہی کر لیا۔ لیکن جب وہ مدد دینے پر راضی ہو گئی اور مدد دیتی رہی  
تب بھی اس کو آزاد نہیں کیا۔ اگر وہ مدد دینے سے انکار کرتی تو  
پھر اسے گرم لو ہے کی سلامخ سے داغنے دغیرہ کی پاتوں سے دھکا  
چانا۔ جبکہ وہ پھر منظور کر لیتی۔ مگر وہ سخت بمحور اور لا چار کھی۔ اکثر  
اپنی سکلیف پر آنسو بہاتی۔ دنیا میں ہوائے اپنے باپ کے جو قید تھا اس  
کا کوئی دوست یا چاہئے والا نہ تھا۔ اب وہ بھروسہ کرے تو کس پر  
اور مدد دینے کے توکس سے۔ مگر تاہم بھی اسے یقین تھا کہ اگر وہ اس کو  
خط لکھے اور سارے حال سے اطلاع دے تو وہ ضرور اپنے اس